بینک انٹرسٹ

(منافع از بینک)

سے متعلق فتویٰ جامعہ نظامیہ

تفصیل وتشریح

از مفکر اسلام حضرت مولانا **مفتی خلیل احمد** صاحب

شیخ الجامعہ نظامیہ' جامعہ نظامیہ' حیدرآباد۔

ناشر

شعبہ نشر واشاعت مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ

حیدرآباد۔۶۴،تلنگانہ،الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بارسوم : منجانب مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔تلنگانہ،الہند

تاریخ : 2017ء

قیمت : (30)تیس روپے

تعداد : ایک ہزار(1000)

کتابت :

ناشر : مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد

ملنے کا پتہ

دفتر مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ

حیدرآباد ۵۰۰۰۶۴ تلنگانہ۔الہند

فون:24576772 / 24416847-فیاکس:24503267

ویب سائٹ:WWW.jamianizamia.org

ای میل:fatwa@jamianizamia.org

بینک انٹرسٹ

منافع از بینک

زیر نظر مضمون دراصل بینک انٹرسٹ سے متعلق ایک استفتاء کا جواب ہے جو تاریخ ۶/ربیع المنور ۱۴۱۰ھ م ۷/اکٹوبر ۱۹۸۹ء کو دارالافتاء جامعہ نظامیہ میں پیش کیا گیا تھا جس میں علماء جامعہ نظامیہ کے بینک انٹرسٹ کو جائز قرار دینے کی وجوہات واسباب کے متعلق وضاحت طلب کی گئی تھی۔ اس اہم ترین فتوی میں ''فقہ حنفی'' کی بنیاد پر بیوع فاسدہ' ربوا (سود) کی حقیقت' دارالاسلام' دارالحرب' ربوا کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے قرآن و حدیث' اجماع امت اور قیاس کی روشنی میں بنک انٹرسٹ کے جواز پر مفصل کافی وشافی جواب دے کر علماء جامعہ نظامیہ کے موقف کو واضح کیا گیا ہے۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) علماء نظامیہ کے بینک انٹرسٹ کو جائز قرار دینے کے کیا اسباب ہیں؟

(۲) ربوا کی کیا تعریف ہے؟ کن امور سے ربوا متعلق ہوگا؟ اس کے شرائط کیا ہیں؟

(۳) دارالحرب سے کیا مراد ہے؟ تفصیل سے دلائل کے ساتھ وضاحت فرمائی جائے۔

الافتاء

مسئلہ زیر بحث فقہ حنفی سے متعلق ہے۔ فقہ حنفی کا جاننے اور ماننے والا کوئی شخص اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ دارالحرب میں مسلم اور حربی کے درمیان بیوع فاسدہ جائز ہیں اور اموال میں کمی وزیادتی کا معاملہ ربوا نہیں کہلاتا۔

عام طور پر یہ مغالطہ ہورہا ہے کہ علماء نظامیہ نے سود جیسی حرام چیز کو حلال کیا! کیا کوئی مسلمان اللہ کے حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر کے مسلمان رہ سکتا ہے؟ پھر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ علماء ایسا کریں واضح رہے کہ علماء نظامیہ نے حرام کو حلال نہیں کیا بلکہ امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کو پیش کیا کہ دارالحرب میں مسلم وحربی کے درمیان مال میں کمی زیادتی کا معاملہ ربوانہیں کہلاتا اور اس پر حرمت ربوا کا اطلاق نہیں ہوتا جیسا کہ ہدایہ جلد ثالث کتاب البیوع باب الربوا میں ہے "لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب" دارالحرب کے باشندوں کا مال ان کی رضامندی سے بغیر عذر و دھوکہ کے حاصل کریں تو جائز ہے اس میں عقود و بیوع کا اعتبار نہیں صرف مالک کی رضامندی کا اعتبار ہے۔

دارالاسلام میں مالک مال کی رضامندی کے ساتھ عقود و بیوع کا بھی اعتبار ہے۔

چنانچہ دارالاسلام میں دو شخص آپسی رضامندی سے کوئی معاملہ کرلیں تو اس کو اس وقت تک جائز قرار نہیں دیا جاتا جب تک کہ نفس معاملہ بھی جائز طور پر طے نہ ہوا ہو۔ اس کے برخلاف دارالحرب میں نفس معاملہ کی صحت کا اعتبار نہیں صرف رضامندی شرط ہے، بدائع الصنائع، جلد پنجم، ص:۱۹۲، میں ہے۔

ولهما ان مال الحربی لیس بمعصوم بل هو مباح فی نفسه الا ان المسلم المستامن منع تملكه من غیر رضاه لما فیه من الغدر والخیانة فاذا بدله باختیاره رضاه فقد زال هذا المعنی فكان الاخذ استیلاء علی مال مباح غیر مملوک وانه مشروع مفید للمک کالا سیتلاء علی الحطب والحشیش وبه تبین ان العقد ههنا لیس بتملک بل هو تحصیل شرط التملک وهو الرضا لان ملک الحربی لایزول بدونه ومالم یزل ملكه لا یقع الاخذ تملكا لكنه اذا زال فالملک للمسلم یثبت بالاخذوالاستیلاء لا

بالعقد فلا يتحقق الربا لان الرباسم لفضل يستفاد بالعقد.

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ربوا نام ہے اس زیادتی کا جو عقد کے ذریعہ حاصل ہو مسلم وحربی میں معاملہ وعقد کا جب اعتبار نہیں تو ربوا بھی ثابت نہیں۔

اس سے قطع نظر فقہا' یہ بھی فرماتے ہیں کہ دارالاسلام کا وہ علاقہ جو غیر مسلموں کے زیر تسلط آ گیا لیکن اس پر دارالحرب کا حکم عائد نہیں ہوا بلکہ دارالاسلام میں شامل سمجھا جارہا ہے اس علاقہ میں مسلمان امان لیکر جائے اور وہاں ان سے بیوع فاسدہ یا ربوا کا معاملہ کرے تو جائز ہے۔ جیسا کہ شرح سیر کبیر سرخی جلد۳ ص ۲۲۸ میں ہے۔

"ولو ان عسكرا من اهل الحرب لهم منعة دخلوا دارالاسلام ثم استامن اليهم مسلم وعاملهم بهذه المعاملة التى لا تجوز فيها بين المسلمين فلا بأس بذلک و بهذا القدر تبين ان الاصح ماذهب اليه المشايخ لان موضع نزولهم ههنا لم ياخذ حكم دارالحرب ومع ذلک جاز للمسلم هذه المعاملة لبقاء الا باحة فى مالهم"

(۲) ربوا کی تعریف اور شرائط

اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے اصطلاحات ذیل سے واقفیت ضروری ہے۔

(دارالاسلام): اسلامی ملک جو مسلمانوں کے زیر اقتدار ہو۔

(دارالحرب): غیر اسلامی ملک جو مسلمانوں کے زیر اقتدار نہ ہو۔

(مسلم اصلی): دارالاسلام کا مسلم باشندہ۔

(ذمی) : دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ۔

(حربی) : دارالحرب کا باشندہ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم

فقہاء امتیاز کیلئے "مسلم حربی" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں حلت بیع اور حرمت

ربوا کا حکم قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔'' احل اللہ البیع وحرم الربوا ''اصحاب فکرودانش،ارباب علم وحکمت پر یہ امر مخفی نہیں کہ بیع کی مختلف قسمیں ہیں جسے بیع باطل،بیع فاسد،بیع مکروہ،بیع صحیح وغیرہ''احل اللہ البیع '' کے تحت کوئی شخص بیع باطل و بیع فاسد کو جائز نہیں کہتا۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہروہ معاملہ جوصورۃ بیع ہواس پرحلت بیع کا حکم عائد نہیں ہوتا بلکہ دیگر شروط وقیود کو بھی دیکھا جائیگا۔اسی طرح ہروہ معاملہ جو بظاہر کمی یا زیادتی پرمبنی ہو ربوا نہیں کہلائیگا۔اس کے بھی دیگر اسباب وعلل کوملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ احکام شریعت معلول بہ علت ہوتے ہیں،علت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔کتاب وسنت میں حرمت ربوا کا حکم ہے علت ربوا کا ذکر نہیں فقہاء مجتہدین نے اس حدیث مشہور سے اپنے اپنے اجتھاد سے علت کومستنبط فرمایا ہے۔

الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح والذهب بالذهب والفضة بالفضة مثلا مثل يدا بيدو الفضل ربوا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جنس اور مقدار کو علت قرار دیا۔یعنی کوئی چیز ہم جنس کے ساتھ بیع کی جائے اوراس میں کمی زیادتی ہو یا ادھار ہو تو یہ معاملہ ربوا ہے ادھار میں مطلقا کمی زیادتی نہیں مگر یہ'' ربوا النسیئہ '' ہے اور حرام ہے۔حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مطعومات (کھانے کی چیزیں) میں طعمیت (طعام پن) اوراثمان یعنی سونا چاندی میں ثمنیت (قیمت پن) علت ہے اس لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک سیب دے کر دوسیب لینا ربا ہے ایک کیلو چاول دے کر دو کیلو چاول لینا ربوا ہے اس کے برخلاف لوہا،تانبا،پیتل سمنٹ وغیرہ میں ایک کنٹل دے کر دو کنٹل لینا جائز ہے۔دارالاسلام میں اور دارالحرب ہر جگہ حلال ہے۔مسلم کے ساتھ بھی اورحربی کے ساتھ بھی جائز ہے کیونکہ ان کا تعلق اشیاء خوردنی اورسونا چاندی سے نہیں۔حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان

تمام چیزوں میں ربا ہوگا جواز قسم مکیلات وموزونات ہوں۔یعنی جو چیزیں ناپ یاوزن سے بیع کی جاتی ہیں اس کے ساتھ معیار شرعی کی شرط ہے اس لئے نصف صاع یعنی ایک کیلوایک سوپچیس گرام سے کم چیزوں میں ربوانہ ہوگا ایک سیب دے کردوسیب لینا آپ کے پاس جائز ہے ایک مٹھی چاول دے کردومٹھی چاول لینا جائز ہے۔اس کے برخلاف ایک کنٹل لوہادے کردوکنٹل لوہا جائزنہیں۔

نیز ثبوت ربوا کیلئے مال کا معصوم ہونا شرط ہے۔بدائع الصنائع جلد پنجم صفحہ۱۸۳میں ربواالفضل کی تعریف یوں ہے۔

اما ربوا الفضل فهو زيادة عين مال شرطت فی عقد البيع على المعيار الشرعی وهوالكيل او الوزن فی الجنس عندنا ۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علت ربواکو وسیع کیالیکن اس کومقام اور افراد سے مخصوص کیا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ نے علت ربوا کومخصوص ومحدود کیا اور مقام وافراد میں عموم رکھا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ثبوت ربوا کے لئے مسلم وغیر مسلم کی قید نہیں۔اسلامی ملک میں جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے سود کا معاملہ نہیں کرسکتا اسی طرح غیر مسلم سے بھی نہیں کرسکتا کیونکہ دارالاسلام میں مسلم اور غیر مسلم ہر دو کا مال معصوم ہے آپ کے پاس غیر اسلامی ملک کے باشندگان کا مال معصوم نہیں۔اگر کسی ایک فریق کا مال معصوم (محفوظ) نہ ہوتو ان کے درمیان ربوا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ بدائع الصنائع جلد۵ص ۱۹۲میں ہے۔

واما شرائط جريان الربا فمنها ان يكون البد لان معصومين فان كان احدهما غير معصوم لا يتحقق الربوا عندنا۔

(۳) دارالحرب سے کیا مراد ہے؟

تمہید کے طور پر یہ جان لیجئے کہ شریعت ایک قانون ہے ہر قانون کی مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ انسانوں کی جس طرح مسلم غیر مسلم میں تقسیم کی گئی اس طرح ممالک میں مسلم ملک، غیر مسلم ملک ہے اس کو اصطلاح شریعت میں دارالاسلام ودارالحرب سے تعبیر کیا گیا۔ جس طرح انسانوں میں غیر مسلم کا اطلاق مختلف عقائد ونظریات والوں پر ہوتا ہے اسی طرح غیر اسلامی ملک کا اطلاق مختلف النوع حکومتوں پر ہوگا دارالحرب سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلمان وہاں کا شہری نہیں رہ سکتا اور مسلمان کا ترک وطن کرنا واجب ہوگا وغیرہ یہ سب بے بنیاد اور غیر شرعی خیالات ہیں۔ دور صحابہ سے مسلمان دارالحرب کے شہری رہے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ازروئے احادیث وتتبع سیرت صحابہ کرام وخلفاء عظام ہمیں مفہوم شود زیرا کہ درعہد حضرت صدیق اکبر بنی یربوع راحکم دارالحرب دادہ بودند حالانکہ جمعہ وعیدین واذان آنجا جاری بودند مگر انکار حکم زکاۃ کردہ بودند وہم چنیں یمامہ وگردنواح آنرا حکم دارالحرب دادند باوجودیکہ مسلمان آنجا بودند وعلی ہذالقیاس درعہد خلفائے کرام ہمیں طریق ملوک بود۔

۱۹۵۵ء میں جامعہ نظامیہ سے اجرائی فتوی پر بعض گوشوں سے اعتراض ہوا مفتی وقت حضرت مولانا مفتی مخدوم بیگ علیہ الرحمۃ نے ایک مبسوط مضمون، دارالحرب کی تعریف میں تحریر فرمایا اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں فتاوی عالمگیری میں کافی سے جو کنزالدقائق کے مصنف کی مشہور ومعتبر کتاب ہے نقل ہے۔

ان المراد بدارالاسلام بلاد یجری فیھا حکم امام المسلمین وتکون تحت قھرہ وبدار الحرب بلاد یجری فیھا امر عظیمھا وتکون تحت قھرہ.

دارالاسلام سے وہ شہر مراد ہیں جہاں مسلمان بادشاہ کا حکم نافذ ہوا اور اس کے زیرنگیں

ہوٗاور دارالحرب سے وہ شہر مراد ہیں جہاں غیر مسلم بادشاہ کا حکم نافذ ہواور وہ اس کے تحت حکومت ہوں۔ برجندی شرح مختصر الوقایہ صفحہ ۵۳۹ میں ہے۔

ودارالاسلام مایجری فیہ حکم امام المسلمین ' ودارالحرب مایجری فیہ امور رئیس الکافرین .کذافی الکافی

اب رہا یہ مسئلہ کہ دارالاسلام کب دارالحرب بن جاتا ہے اس میں امام صاحب اور صاحبین رحھم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے جیسا کہ بدائع الصنائع جلد ہفتم ۱۳۰ میں ہے۔

واختلفوا فی دارالاسلام انھا بماذاتصیر دارالکفر قال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انھا لاتصیر دارالکفر الا بثلاث شرائط احدھا ظھور احکام الکفر فیھا والثانی ان تکون متاخمۃ ای (متحداومتصلا)لدار الکفر والثالث ان لا یبقی فیھا مسلم ولاذمی آمنا بالامان الاول وھوامان المسلمین وقال ابو یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالی انھا تصیر دارالکفر بظھور احکام الکفر فیھا.

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دارالاسلام تین شرائط کی بناء پر دارالکفر ہوگا۔ اول یہ کہ اس میں احکام کفر کا ظہور ہو جائے دوم یہ کہ وہ دوسرے دارالکفر سے متصل ہوسوم یہ کہ مسلمان اور ذمی امان اول یعنی حاکم اسلام کے دیئے ہوئے امان پر باقی نہ رہیں۔

درمختار برجندی فتاوی قاضی خاں فتاوی سراجیۃ خزانۃ المفتین وغیرہ اکثر کتب فقہ میں ان شرائط کو مختلف الفاظ میں لکھا ہے ان تمام روایات کا ماخذ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الزیادات ہے جس کی عبارت فتاوی عالمگیری جلد دوم میں نقل ہے۔

قال محمد فی الزیادات انما تصیر دارالسلام دارالحرب عند ابی

حنیفة رضی الله تعالی عنه بشرائط ثلاث احدھااجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتھار وان لایحکم فیھا بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلة بدارالحرب لا یتخلل بینھما بلد من بلاد الاسلام والثالث ان لا یبقی فیھا مومن ولاذمی آمنا بالامان الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامه وللذمی بعقد الذمة.

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ زیادات میں فرماتے ہیں کہ دارالاسلام امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تین شروط پائے جانے سے دارالحرب ہوجاتا ہے۔پہلی یہ کہ غیر مسلموں کے قوانین علانیہ رائج ہوں اوراس ملک میں اسلامی قوانین سے فیصلہ جات نہ ہوں۔دوسری یہ کہ وہ ملک دارالحرب سے ایسے طور پر متصل ہوکہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان کوئی علاقہ مسلمانوں کا مقبوضہ نہ ہویعنی وہ دارالاسلام کے درمیان گھرا ہوا نہ ہوتیسری شرط یہ کہ اس ملک میں مسلمان اور ذمی پہلے امان پر باقی نہ ہوں یعنی (اسلامی سلطنت کا دیا ہوا امان)اس عبارت میں ان **لایحکم فیھا بحکم الاسلام** اس بات کا صریح فیصلہ ہے کہ احکام اسلام سے مراد فیصلہ جات اسلامی ہیں جوحسب قوانین شرعیہ قاضیان اسلام سے صادر ہوتے ہیں احکام سے عبادات مرادنہیں بلکہ فیصلہ جات اسلامی کا نفاذ واجراء ہے احکام سے متعلق عبادات مراد لی جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ جس ملک میں عبادات اسلامیہ کی اجازت ہے وہ ملک بالاتفاق دارالاسلام ہوجائیگا۔دنیا کا کوئی ملک ایسانہیں جہاں مسلمان نہ بستے ہوں نماز روزہ وغیرہ عبادات ادانہ کرتے ہوں اس لحاظ سے ساری دنیادارالاسلام ہوجائیگی۔

مذکورہ اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نے قوت وغلبہ کا لحاظ کرتے ہوئے صرف شرط اول کے پائے جانے پردارالاسلام کودارالکفر قراردیالیکن امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کامل غلبہ کالحاظ کیااورتین شرائط ذکرفرمائے چنانچہ مبسوط سرخسی جلد۱۳ص۱۱۴میں ہے۔

لان البقعة انما تنسب الينا اوليهم باعتبار القوة والغلبة فكل موضع ظهرفيه حكم الشرک فالقوة فی ذلک الموضع للمشرکین فکانت دار حرب وکل موضع کان الظاهر فیه حکم الاسلام فالقوة فیه للمسلمین ولکن ابا حنیفة رضی الله تعالی عنه یعتبر تمام القهر والقوة لان هذه البلدة کانت من دارالاسلام محرزة للمسلمین فلا یبطل ذلک الاحراز الابتمام القهر من المشرکین وذلک باستجماع الشرائط الثلاث لاتهااذا لم تکن متصلة بالشرک فاهلها مقهورون باحاطة المسلمین بهم من کل جانب فکذلک ان بقی فیها مسلم اوذمی آمن فذلک دلیل عدم تمام القهر منهم.

فقط واللہ اعلم بالصواب
(مفکر اسلام حضرت مولانا) مفتی خلیل احمد صاحب
شیخ الفقہ و مفتی جامعہ نظامیہ

صح الجواب	الجواب صحیح	مسلم اور حربی کے درمیان
(مولانا) ولی اللہ	(مولانا) محمد خواجہ شریف	سود محقق نہیں ہوتا
شیخ العقائد	شیخ الادب	(مولانا) محمد عبدالجلیل
		شیخ الحدیث

اصاب المجیب
(مولانا) ابراہیم الہاشمی خلیل
شیخ التفسیر

visiting the graves, knowledge of the invisible, categorisation of the saints, Nativity of the Holy Prophet (S.A.W.S) (Milad Mubarak) seeing Almighty Allah, Revelations (Wahi), love and affection, hearing by the dead person, raising of slogans, standing in obeisance of the Holy Prophet (S.A.W.S), means (wasila), meraj, etc., written by the founder of the Jamia Nizamia and the other religious scholars. By reading these books one can enlighten the faith and belief gain firmness in practice of the religious duties. Further the research centre of Jamia Nizamia has also got published the book known as Ahle Khidmat-e-Sharia duly verified and corrected. This book is the abstract of reliable books on fiqh and problems pertaining to Ahle Sunnat Wal Jamat. Similarly the book Al Kalam al Marfoo has also been got published in Arabic.

Notice

The scheme relating to the printing and publication of this books is got completed with the donation of its members and generous people. The Patrons for the cause of education are requested to enroll them as members by paying fees Rs. 500/- to the publication Bureau. The members will be supplied with the latest publications on cost to cost basis and the past published books on 33% rebate. All the publications of this Bureau are made available in Jaima Nizamia from 10 to 4 on every working day. These books are also available at the book stalls at Charminar, Chowk, Gulzar House, and Maktaba Refahe Aam Gulberga.

Muhammad Khaja Shareef

Shaikul Hadith Jamia Nizamia & Secretary Majlise Isha'atul Uloom, Registration No. 1059

Correct answer

Thus in a nut shell according to Haz. Imam Azam (R) every increase or decrease in return in any dealing is not Riba (Usuary). in Darul Islam any increase or decrease in return covered by a dealing is called Riba. The guestion now remains to be decided as to whether India or any such country is a Islamic country or non Islamic country . If they are declared as Islamic countries then undoubtedly Riba is Forbidden. If declared as non muslim states such dealings or bargains entered into therein will not fall under the category of Riba. Hence the Bank Interest or any other benefit derived through the government sources is lawful.

MESSAGE

Shaikhul Islam Haz. Maulana Muhammed Anwarullah Farooqi (R.A) In the year 1292 Hij., for the publicising of the Islamic knowledge and propagation of its Teaching had founded Jamia Nizamia.

By grace of Almighty Allah Jamia Nizamia is fulfilling its mission of imparting religious education and publication work. From this Islamic Institution lakhs of students have acquired religious knowledge and we hope that its educational activities will continue till the end of this world.

Thereafter the founder of this Jamia, in the year 1330 Hij., has formed a Publication Bureau by name ' Majlis Isha'atul Uloom' for the publication of the rare books, to be used for reference and research of the religious knowledge. This publication Bureau has so for got published books containing the very important issues like Fiqh, Sufism, Islamic Philosophy, History and Seera, Theology, Marvels and Miracles, Seeking Assistence (Isteanat) Falsifying, Wahabiyat, and Khadiyaniyat

implementation of the order of the Islamic courts. If the Islamic injunctions or decisions are termed as exclusively relating to Ibaadat (prayers) then it means that where there is liberty to perform Ibaadat it will have to be presumed that State is undoubtedly an Islamic State. There is no country in the world where there are no muslims not performing the obligatory prayers such as Salaat, Fasting, etc. As such the entire world will become Darul Islam. The meaning of the above mentioned sayings is that the Islamic Jurists (the deciples of Haz. Imam Azam) while giving importance to the power and domination in a particular state declared Darul Islam as Darul Kufr if the first condition is found. Whereas Imam Azam (R) has considered absoluteness of power and laid down three conditions. As is mentioned in the book called Mabsoot Sarakhsi Vol. VIII page. 114.

لان البقعة انما تنسب الينا اوليهم باعتبار القوة والغلبة فكل موضع ظهر فيه حكم الشرک فالقوة فی ذلک الموضع للمشرکین فکانت دار حرب وکل موضع کان الظاهر فیه حکم الاسلام فالقوة فیه للمسلمین ولکن ابا حنیفة رضی الله تعالی عنه یعتبر تمام القهر والقوة لان هذه البلدة کانت من دارالاسلام محرزة للمسلمین فلا یبطل ذلک الاحراز الابتمام القهر من المشرکین وذلک باستجماع الشرائط الثلاث لانهااذا لم تکن متصلة بالشرک فاهلها مقهورون باحاطة المسلمین بهم من کل جانب فکذلک ان بقی فیها مسلم اوذمی آمن فذلک دلیل عدم تمام القهر منهم.

Maulana Khaleel Ahmed Saheb Shaikhul fiqh and Mufti Jamia Nizamia

Ans. Correct

Sd.	Sd.	Sd.	Sd.
Md. Waliullah	Md. Khaja Sharif	Md. A. Jaleel	Ibraheem Al-Hashmi
Shaikh Al-Aqaid	Shaikh Al-Adab	Shaikh Al-Hadith	Shaikh Al-Tafseer

of the former Muslim Ruler.

درمختار برجندی فتاوی قاضی خان فتاوی سراجیة خزانة المفتین

Many of the books on Fiqh have shown these conditions in different languages. The quint essence of all these narrations is the book called Kitabul Ziyadat of Haz. Imam Mohammed (R) The passage of this writing is copied in Fatwa Alamgiri Vol. II.

قال محمد فی الزیادات انما تصیر دارالسلام دارالحرب عند ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه بشرائط ثلاث احدهااجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتهار وان لایحکم فیها بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلة بدارالحرب لا یتخلل بینهما بلد من بلاد الاسلام والثالث ان لا یبقی فیها مومن ولاذمی آمنا بالامان الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامه وللذمی بعقد الذمة.

Hazrat Imam Mohd. (R) Says in Ziyadat that according to Imam Azam Darul Islam becomes a Darul Harb on fulfilment of three conditions. Firstly the laws of Non-muslims are openly promulgated and in that country cases are not adjudicated in accordance with the Islamic jurisprudence. Secondly that State is very close to Darul Harb and in between them there is no land occupied by the Muslims. That means it is not surrounded by Darul Islam. Thirdly the Muslims and other subjects are not continued on the trust of the former muslim ruler. In this writing

ان لایحکم فیها بحکم الاسلام

It is unequivocally decided that Islamic laws means the cases are decided under the islamic Jurisprudence and the implementation of the decisions passed by Qazi (Judge) of the Islamic courts. These orders do not refer to Ibaadat (prayers) whereas they relate to the

noted below. The extract of Kafi a famous and reliable book written by the author of Kanzud Daqaiq as included in Fatwa Almigiri is as follows

ان المراد بدار الاسلام بلاد يجرى فيها حكم امام المسلمين وتكون تحت قهره وبدار الحرب بلاد يجرى فيها امر عظيمها وتكون تحت قهره .

Darul Islam means a State where the orders of a muslim Ruler are promulgated as it is under his control. Darul Harb means that State where the orders of a non-muslim Ruler are promulgated and he rules that State.

ودارالاسلام مايجرى فيه حكم امام المسلمين ، ودارالحرب مايجرى فيه امور رئيس الكافرين . كذافى الكافى

Now the issue remains to be considered as to when Darul Islam becomes Darul Harb. There is difference of opinion between the Imam Azam and his two deciples as shown in Badai As-Sanai Vol. VII P-130

واختلفوا فى دارالاسلام انها بماذاتصير دارالكفر قال ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه انها لاتصير دارالكفر الا بثلاث شرائط احدها ظهور احكام الكفر فيها والثانى ان تكون متاخمة اى (متحداومتصلا)لدار الكفر والثالث ان لا يبقى فيها مسلم ولاذمى آمنا بالامان الاول وهوامان المسلمين وقال ابو يوسف ومحمد رحمهماالله تعالى انها تصير دارالكفر بظهور احكام الكفر فيها.

Haz. Imam Abu Hanifa (R) says Darul Islam becomes Darul Harb on fulfilment of three conditions. First there prevail the laws of infidelity. Second-it is contiguous to another Darul Kufr. Third is that the muslims and non-muslim are not continued on the trust

واما شرائط جريان الربا فمنها ان يكون البد لان معصومين فان كان احدهما غير معصوم لا يتحقق الربوا عندنا۔

What is the definition of DARUL HARB?

Primarily it is to know that shariat is a law. Every law has its own terminology. As the entire humanbeings are divided into Muslims and Non Muslims the states are also divided into muslim state and Non Muslim State. In Shariat terminology they are known as Darul Islam and Darul Harb. The word Non Muslim is applied to the persons who preach different faiths and religions. Similarly the word Non-Muslim State applies to various kinds of states. Deriving the meaning from the word Darul Harb and to say that a Muslim can not be a citizen of that State whereas it is obligatory for the Muslims to migrate etc. are baseless notions and against the Shariat. From the time of the Holy Companions of the Holy prophet Muslims were the citizens of Darul Harb as mentioned by Hazrath Shah Abdul Aziz in his Fatwa (Edicts).

ازروئے احادیث وتتبع سیرت صحابہ کرام وخلفاء عظام ہمیں مفہوم شود زیرا کہ در عہد حضرت صدیق اکبر بنی یربوع را حکم دارالحرب دادہ بودند حالانکہ جمعہ وعیدین واذان آنجا جاری بودند مگر انکار حکم زکاۃ کردہ بودند وہم چنیں یمامہ وگردنواح آنز حکم دارالحرب دادند باوجود یکہ مسلمان آنجا بودند علی ہذا القیاس در عہد خلفائے کرام ہمیں طریق ملوک بود۔

Since 1955 there was criticism from different quarters on the Fatwa of Jamia Nizmia. The then Mufti Hazrath Moulana Mohd. Maqdoom Baig (R) wrote an elaborate essay on Darul Harb the extract thereof is

a Harbi because they do not pertain to the edibles and gold or silver. To Haz. Imam Azam (R) there is element of Riba in all such goods which can be measured or weighded that means the goods which are sold by means of measurement and weight subject to the sharai Limit. As such there is no element of Riba in half Sa' a (one kilo 125 gr.). Taking back two apples for one apple is lawful for him. taking two handful of rice for one handful of rice is lawful, whereas for one quintal iron receiving 2 Qntls. iron is not lawful.

Further for the evidence of Riba the goods are protected, one Badai As-Sanai Vol. 5 page 183 defines Ribaul Fazal (favour, grace, Service).

اما ربوا الفضل فهو زيادة عين مال شرطت فى عقد البيع على المعيار الشرعى وهوالكيل او الوزن فى الجنس عندنا ـ

From this explanation this matter has become clear that Haz. Imam Azam (R) has expanded the orbit of causes of Riba but specialised it to the place and person. Whereas Imam Shafai (R) has espacialised and restricted the causes of Riba and made it common among the persons and place.

In order to prove Riba there is no distinction between Muslim and Non-Muslim according to Haz. Imam Azam (R). In a Muslim State a muslim cannot transact with another muslim for usuary and likewise not even with a Non-muslim. Because in the muslim State the property of Muslim and Non muslim is Masoom (Protected). For him the property in a non - muslim State is not protected. If the property of one party is not protected the Riba is not sure and certain between them as shown in Badai As-Sanai Vol. V page 192.

limitations are not considered. Similarly every transaction which is apparently based on increase and decrease cannot be called a Riba. It is also necessary to examine its effects and causes.

It is to be made clear that the Shariat Law is applied after examning the causes and effects. Due to the change of the cause the effect will also be changed. According to the Holy Quran and Sunnah totally Riba is prohibited but there is no mention about the causes effecting the nature of Riba. The Islamic Jurists and theologians after using their power of discretion, have worked out the effect of causes from this famous Hadith-

الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح

والذهب بالذهب والفضة بالفضة مثلا مثل يدا بيدوالفضل ربوا۔

Haz. Imam Azam (R) has declared kind and quantity as a cause. That means the goods sold in exchange for the same kind of goods and in this exchange if there is increase and decrease this transaction is of Riba particularly the credit sale. In credit sale there is absolutely no increase and decrease but it will be called Ribaun Nisia (usuary on credit sale) and it is prohibited. Haz. Imam Shafai (R) has said that in the eatables the edibility and the value of exchange contained in bright metals like gold and silver are the causes. For Haz. Imam Shafai (R) taking two .apples in exchange of one apple is Riba and taking two kilos of rice for one kilo is Riba. Contrary to it in respect of iron, copper and brass, cement, etc. it is permissible to take back two quintals for one quintal in Darul Islam and Darul Harb everywhere permissible for a Muslim as well

”ولـو ان عسـكـرا مـن اهـل الـحرب لهم منعة دخلوا دارالاسلام ثم استـامـن اليهـم مسـلـم وعـامـلهـم بهـذه المعـاملة التى لا تجوز فيهـا بين الـمسـلـميـن فـلا بـأس بـذلک و بهـذا القدر تبين ان الاصح ماذهب اليـه المشايخ لان موضع نزولهم ههنا لم ياخذ حكم دارالحرب ومع ذلک جاز للمسلم هذه المعاملة لبقاء الا باحة فى مالهم“

(2) Definition of Riba and its ingredients:

In order to concieve its meaning it is necessary to understand the follwong terms :

Darul Islam :- Muslim State under the control of the Muslims.

Darul Harb :- Non-Muslim State not under the control of the Muslims.

Muslim Asli (real) :- A Muslim resident in a Muslim State.

Zimmi :- A free non-muslim residing in a muslim State.

Harbi :- A resident of Darul Harb either a Muslim or a non muslim. The Islamic jurists use the word ' Muslim Harbi'.

The injunctions relating to permission of trade and forbidding of usuary is evident from this verse of the Holy Quran.

’احل الله البيع وحرم الربوا‘(البقرة .٢٧٥)

It is not hidden from the intelluctuals, scholars and wise that there are many types of contracts such as void contracts, invalid contracts, prohibited contracts, valid contracts, etc. Under 'Ahal-Lal-Laahul Bai'a' no one can say the void contracts and invalid contracts are lawful. It is evident therefrom that every contract which is prima facie a contract of sale but it cannot be termed as permitted one and valid unless the conditions and its

persons with mutual consent enter into any transaction will not be treated as lawful unless and until the subject matter of the contract is also not settled lawfully.

Contrary to it in a Non-Muslim State the validity of the essence of the contract is not important only the consent is important as shown in Badai As-Sanai Vol. V p. 192

ولهما ان مال الحربى ليس بمعصوم بل هو مباح فى نفسه الا ان المسلم المستامن منع تملكه من غير رضاه لما فيه من الغدر والخيانة فاذا بدله باختياره رضاه فقد زال هذا المعنى فكان الاخذ استيلاء على مال مباح غير مملوک وانه مشروع مفيد للمک کالا سيتلاء على الحطب والحشيش وبه تبين ان العقد ههنا ليس بتملک بل هو تحصيل شرط التملک وهو الرضا لان ملک الحربى لايزول بدونه ومالم يزل ملکه لا يقع الاخذ تملکا لکنه اذا زال فالملک للمسلم يثبت بالاخذوالاستيلاء لا بالعقد فلا يتحقق الربا لان الرباسم لفضل يستفاد بالعقد.

From this writing it is quite clear that the Usuary is the name of that excess which is obtained through a contract. When the rules of contract between a Muslim and Harbi are not important the Riba is also not evident. Apart from it the Muslim Jurists also say that the territory of a Muslim State which was gone over under the control of the Non-Muslims and it is not declared as Darul Harb and understood as part of Darul Islam where the Muslims go seeking protection and at that place if they enter into any invalid contract dealing for Riba with them will be lawful as shown in the commentary on Sharah Saire Kabir Sarkhasi Vol. III page 228

ANSWER

6th Rabiul Munawwar 1410 H. 7th October 1989

The enquiry under review pertains to Hanafi Fiqh. The person having knowledge and acceptance of the Hanafi Fiqh will not deny that in Darul Harb an invalid transaction between a Muslim and a Harbi is valid. And the increase and decrese in the deal cannot be called Riba.

There is a general misunderstanding that the Ulemas of Jamia Nizamia have permitted a prohibited item such as usuary. Does any Muslim remain a Muslim (believer) having declared what is prohibited by the Almighty Allah as permitted one and vice versa ? Then how it will come that the Ulemas will do it. Bear in mind that the Jamia Nizamia has not permitted an entirely prohibited thing. Whereas they have adopted the doctrine propounded by Hazrath Imam Azam Abu Hanifa that the fluctuations in the commodities exchanged between a Muslim and Non Muslim in a Non Muslim State cannot be termed as Riba and the prohibition of Riba does not apply to it as mentioned in Hadayah Vol. III Chapter on transaction of purchase and sale under the heading Riba.

It is lawful to obtain the goods from the people of Darul Harb with their consent without any fraud and deception. This is not covered by the contract of sale. Only the consent of the owner is the condition.

In Darul Islam along with the consent of the owner the application of the principles of contract (Purchase and sale) are also a condition. In Darul Islam two

BANK INTEREST

Review on a fatwa of Jamia Nizamia by Moulana Mufti Khaleel Ahmed Saheb, Shaikul Jamia, Jamia Nizamia

*****

This review in fact a reply to an enquiry made with Darul Ifta, Jamia Nizmia about Bank Interest. In the enquiry certain explanation was sought about the causes and reasons for legitimisation of Bank Interest by the Ulemas of Jamia Nizamia. In this most important Fatwa (edict), on the basis of the Fiqh (islamic Jurisprudence) while explaining various factors relating to invalid transactions. Riba (Usuary), Darul Islam (Muslim State), Darul Harb (Non-Muslim State) have been discussed, in the light of the Holy Quran, Hadith (Seera), consensus of opinion, Qyas (guess) about the legitimising of Bank interest by the Ulemas of Jamia Nizamia.

(Editor)

QUESTION (Istefta)

What the Islamic Jurists say in this case?.

1. What are the reasons for legitimising the Bank Interest?
2. What is the definition of Riba (Usuary) and to Which facts the Riba is governed?.
3. What is the meaning of Darul Harb?

Explain in detail with cogent reasons.

If explained there will be a divine reward.

All the rights reserved In favour of the Publisher

Edition From Majlis-e-Ishat-ul-loom
Jamia Nizamia, Hyderabad (INDIA)

Date of publication : January 2014.

Price : Rs. 30

No. of copies printed : One Thousand

Drafting of Fair Copy : By Computer Centre of Jamia Nizamia

Printing : Jamia Nizamia Offset Printing Press Hyderabad

Translated in English : Mr. Syed Ahmed Ali.
B.Com. LL.M.
Secretary Jamia Nizamia

Publisher : Majlis-e-Ishaat ul Uloom,
Jamia Nizamia, Hyderabad. India

Address
office of the **Majlis-e-Ishaat ul Uloom**
JAMIA NIZAMIA, HYDERABAD 500 064 (INDIA)
Ph : 24416847, 24576772 Fax : 0091 40 24503267
Web: www.jamianizamia.org
E-Mail: fatwa@jamianizmia.org

BANK INTEREST
FATWA
OF JAMIA NIZAMIA HYD.

Review
By Islamic Jurist
Haz.Moulana
Mufti Khaleel Ahmed Saheb
Shaikhul Jamia, Jamia Nizamia

Publication Bureau
Majlis-e-Ishaatul Uloom Jaimia Nizamia
Hyderabad-64. T.S., INDIA